پیغام سیرت

کسب حلال اور عصر حاضر کے تقاضے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

روزی کمانا اور اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کی تکمیل انسان کی ابتدائی خواہشوں میں سے ہے، کیونکہ اس کے بغیر انسان کے لئے روح اور جسم کا رشتہ برقرار رکھنا ممکن نہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہر ایک کی ضرورت ہے، اور ان چند فیصد حضرات کو چھوڑ کر جن کی کفالت دوسرے لوگ کرتے ہیں، تمام افراد کماتے ہیں، اور کسب کی کسی نہ کسی صورت کو ضرور اپناتے ہیں، لیکن اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ صرف ان طریقوں سے رزق حاصل کیا جائے، جنہیں اسلام نے حلال اور جائز قرار دیا ہے، اور ان صورتوں سے مکمل طور پر احتراز کیا جائے، جن سے اسلام نے منع کیا ہے۔ اسی بنا پر اسلام صرف کمانے کی تاکید اور تلقین نہیں کرتا، بلکہ وہ کسب حلال کی قید لگاتا ہے، یعنی کماؤ اور صرف جائز طریقے سے کماؤ۔ ان سطور میں اسی حوالے سے سیرت طیبہ اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلام کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے، اور عصر حاضر میں اس حوالے سے پائی جانے والی بعض کوتاہیوں، خامیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

کسب حلال، لغوی معنی:

کسب کا مادہ ک، س، ب ہے، اور کسب کے لغوی معنی جمع کرنے کے ہیں، (۱) اس کے ایک معنی تلاش معاش یا طلب رزق کے بھی آتے ہیں، امام راغب اصفہانی کے بقول کسب ایسے کام کو کہتے ہیں جسے انسان اپنے اور دوسروں کے فائدے کے لئے کرے، جب کہ اکتساب جو اسی مادے سے

۱۔ ابن منظور/ لسان العرب/ قم، ایران، نشر ادب الحوزہ ۱۴۰۵ھ/ ج۱، ص ۷۱۶

ہے، صرف ایسے کام کو کہتے ہیں جس میں انسان صرف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھے۔(۲)

ایک ماہر فن کا یہ بھی کہنا ہے کہ کسب کا لفظ خیر کے لئے آتا ہے، اور اکتساب کا لفظ شر کے لئے۔

یہ لفظ قرآن حکیم میں بھی استعمال ہوا ہے اور حدیث نبویہ میں بھی، دونوں میں اس کے متعدد مفاہیم بیان ہوئے ہیں، لیکن ایک مفہوم سب پر غالب ہے، اور لغوی اعتبار سے اکثر مقامات پر یہی مفہوم مراد ہے، وہ ہے کمانا، مثال کے طور پر:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ (۳)

اور جو کوئی مرد یا عورت چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو، یہ اللہ کی طرف سے ان کے لئے سزا ہے۔

یہاں کسبا کا معنی ان کا چوری کا عمل ہے، ظاہر ہے کہ یہ ان کی ''کمائی'' تھی۔ دوسرے مقام پر بھی اسی مفہوم کے لئے کسب کا استعمال ہوا۔ فرمایا

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝ (۴)

اور (روز آخرت) ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سورۂ لہب میں ابولہب کے بارے میں بھی اسی مفہوم میں یہ لفظ استعمال کیا گیا۔

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۝ (۵)

اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا، وہ اس کے کسی کام نہ آیا۔

اس کے علاوہ یہ لفظ متعدد دوسرے مفاہیم مثلاً قصد و ارادہ کرنے (۶) اثر پہنچانے (۷) اور اعمال (۸) وغیرہ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ یہ اصل میں کمانے کے معنی میں آتا ہے اور لغت میں اس کا استعمال طلب رزق کے لئے بھی ہوتا ہے اور یہاں یہی مفہوم مراد ہے۔

پھر فقہائے کرام نے عرف کے حوالے سے مطلق کسب کو بھی کسب حلال کے معنی میں لیا ہے، چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاکتساب فی عرف اهل اللسان تحصیل المال بما یحل من

۲۔ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ)/ المفردات فی غریب القرآن/ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۶۱ء/ ص ۴۳۰،
۳۔ القرآن، مائدہ: ۳۸، ۴۔ القرآن، آل عمران: ۲۵، ۵۔ القرآن، لہب: ۲، ۶۔ القرآن، بقرہ: ۲۲۵،
۷۔ القرآن، نساء: ۱۱۱، ۸۔ القرآن، الطور: ۲۱

الاسباب۔ (۹)

کسب و اکتساب اہل زبان کے عرف میں حلال طریقے بروئے کار لا کر مال و دولت کے حصول کو کہتے ہیں۔

یہ مفہوم اسلام کی نظر میں رزق حلال کی اہمیت کو بھی واضح کرتا ہے کہ عام لغوی مفہوم رکھنے والا لفظ بھی اس کے ماننے والوں کے عرف میں آ کر کس طرح معنوی پاکیزگی حاصل کر لیتا ہے۔

کسب حلال کی ترغیب:

انسان کی فطری ساخت ہی کچھ اس قسم کی ہے کہ وہ ضرورتوں کی تکمیل کے لئے قدم قدم پر دوسروں کے تعاون کا محتاج اور لین دین، خرید و فروخت، بات چیت سمیت باہمی معاملات میں ایک دوسرے سے روابط کا طلب گار رہے، ہر شخص کی بہت سی ضرورتیں دوسرے بہت سے افراد سے وابستہ ہیں، خصوصاً معاشی و معاشرتی امور میں انسانی روابط کی اہمیت کا بیان ناگزیر ہے، پھر ایک مسلمان کے یہ روابط اس کی منزل آخرت کی دائمی کامیابی تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہیں، امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رب الارباب اور مسبب الاسباب نے آخرت کو دار جزا اور سزا اور دنیا کو محنت اور کسب کا مقام قرار دیا ہے اور دنیا میں مستعد ہو کر محنت کرنے سے مراد صرف یہ نہیں کہ فقط آخرت کا خیال ہو اور معاش کی فکر بالکل نہ ہو، بلکہ معاش تو معاد تک پہنچنے کا ایک ذریعہ اور مددگار رہے، کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ (۱۰)

انسان کے لئے لازم ہے کہ ان روابط کو استعمال کرتے ہوئے اپنی روزی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک کے مطابق دن کا وقت اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے، فرمایا:

وَ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ (۱۱)

اور ہم نے دن کو (حصول) معاش کے لئے بنایا۔

اور زمین میں رزق کے امکانات اور اسباب بھی خالق کائنات نے مقرر فرما دیئے، فرمایا:

وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۔ (۱۲)

اور ہم نے تمہارے لئے اس (زمین) میں روزی کے اسباب پیدا کئے۔

۹۔ محمد بن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) / کتاب الکسب / دمشق، ناشر عبدالہادی صرصونی، ۱۴۰۰ھ / ص ۳۲،　۱۰۔ احیاء علوم الدین، ابو حامد محمد بن الغزالی، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۹ء / ج ۲ ص ۶۲،　۱۱۔ القرآن، نباء: ۱۱،　۱۲۔ القرآن، اعراف: ۱۰

اسی بنا پر خالق ارض و سما نے انسان کو رزق حلال کے حصول کی تاکید فرمائی، ایک مقام پر ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً۔ (۱۳)

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور نیک عمل کیا کرو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ (۱۴)

اے ایمان والو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔

نبی رحمت ہادی برحق علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی ہاتھ سے کما کر رزق حاصل کرنے کی تلقین فرمائی، اسے دیگر فرائض کی طرح فرض اور مسلمان پر عین لازم قرار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة۔ (۱۵)

حلال روزی طلب کرنا (دوسرے) فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

اور ایک روایت میں کسب حلال کو ہر مسلمان پر واجب قرار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

طلب الحلال و اجب علی کل مسلم۔ (۱۶)

حلال رزق طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اور دوسری روایت میں فرمایا:

ان الله کتب علیکم السعی فسعوا۔ (۱۷)

اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی و کوشش فرض کردی ہے سو تم کوشش کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آپ ﷺ نے محنت کی کمائی کو سب سے عمدہ قرار دیا، فرمایا:

ان اطیب ما اکل الرجل من کسبه و ان ولده من کسبه۔ (۱۸)

بلاشبہ سب سے عمدہ کھانا وہ ہے جو انسان اپنی کمائی سے کھائے اور اس کی اولاد

۱۳۔ القرآن، مومنون:۵۱، ۱۴۔ القرآن، بقرہ، ۱۷۲، ۱۵۔ طبرانی، / المعجم الکبیر/ موصل، مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۹۸۳ء/ ج ۱۰، ص ۷۴، ۱۶۔ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری/ الترغیب والترھیب/ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۳۳ء/ ج ۳، ص ۲۰۶، ۱۷۔ احمد/ المسند/ داراحیاء، التراث العربی، ۱۹۹۳ء/ ج ۶، ص ۴۲۲، ۱۸۔ ابن حبان/ الصحیح / بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۳ء/ ج ۱۰، ص ۷۴، رقم ۴۲۶۱

بھی اس کی محنت ہے۔

یعنی وہ اپنی اولاد کی کمائی بھی استعمال کرسکتا ہے کیونکہ درحقیقت وہ بھی اسی کی کمائی ہے۔

مسلمان کے دن کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے، اور وہ نئے دن کی زندگی کا آغاز اپنے رب کے نام سے، اس کے حضور سجدہ نیاز پیش کر کے کرتا ہے، جس نے اسے ایک اور دن عطا کیا۔ چنانچہ وہ صلاۃ فجر ادا کرتا ہے، نماز کی ادائیگی کے بعد اسے یہ حکم ہے کہ اپنی روزی کے لئے اور کسب حلال کی خاطر اپنی تگ ودو کا آغاز کردے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

اذا صليتم الفجر فلا تناموا عن طلب ارزاقكم۔ (۱۹)

جب تم صلاۃ فجر کی ادائیگی کر چکو تو اب تم اپنی روزی کے لئے جدو جہد کئے بغیر سونے کا نام بھی مت لو۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے، انہوں نے فرمایا:

لا يقعد احدكم عن طلب الرزق و يقول اللهم ارزقني، فقد علمتم ان السماء لا تمطر ذهبا و لا فضة۔ (۲۰)

تم میں سے کوئی بھی رزق کی تلاش میں (پست ہمت ہوکر) نہ بیٹھ جائے اور یہ کہنے لگے کہ اے اللہ مجھے رزق دے، کیونکہ جانتے ہو کہ آسمان تم پر سونا چاندی نہیں برسائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تشریح میں سید مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جائز اسباب معیشت میں سے کسی سبب اور وسیلے کو ضرور اختیار کرے جس سے وہ رزق حاصل کر سکے۔ (۲۱)

یہ آیات، روایات اور آثار ہمیں یہی درس دے رہے ہیں کہ حلال رزق کے لئے عملی کوشش کرنا نہ صرف ہر ایک کے لئے لازمی اور ناگزیر ہے، بلکہ وہ دیگر عبادات کی طرح ایک عبادت اور دوسرے فرائض کی مانند ایک فریضہ ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی پر یا اس کی ادائیگی اس انداز میں نہ کرنے پر جو شریعت کا تقاضا ہے اس سے باز پرس بھی ضرور ہوگی، اور اسے جواب دہی بھی کرنی ہوگی۔

۱۹۔ کنز العمال/ علی متقی الہندی/ بیروت، التراث الاسلامی/ رقم ۹۲۹۹، ۲۰۔ احیاء علوم الدین/ ج ۲، ص ۶۴،
۲۱۔ زبیدی، سید مرتضیٰ/ اتحاف السادۃ المتقین/ ج ۵، ص ۲۱۷

نبی اکرم ﷺ نے تو کسب حلال کی خاطر ایسی صورت میں جب انسان مجبور ہو جماعت سے نماز کی ادائیگی ترک کر دینے کی بھی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں تنہا نماز پڑھ لینا جائز ہے، روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابیٔ رسول ﷺ نے عرض کیا کہ میری گزر بسر کا ذریعہ شکار ہے، جس کی تلاش میں جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے کی وجہ سے اکثر باجماعت نماز کی ادائیگی سے محروم رہتا ہوں، ان حالات میں میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

قد احله، نعم العمل والله اولى بالعذر ، قد كانت قبلى رسل كلهم يصطاد و يطلب الصيد و يكفيك من الصلاة فى جماعة اذا غبت عنها فى طلب الرزق حبك الجماعة و اهلها، و حبك ذكر الله و اهله وابتغ على نفسك و عيالك حلالا، فان ذالك جهاد فى سبيل الله۔ (۲۲)

ہاں حلال ہے، بہت اچھا مشغلہ ہے، مجھ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے، سب کے سب شکار کرتے تھے اور شکار کی تلاش میں نکلتے تھے۔ باقی جماعت کی نماز کے لئے تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ روزی کی تلاش میں جب تمہیں جماعت سے غیر حاضر ہونا پڑے، تو جماعت کی محبت، جماعت والوں کی محبت، اللہ کے ذکر کی محبت، ذکر اللہ میں مشغول ہونے والوں کی محبت اور اہل وعیال کے لئے حلال روزی کی تلاش کی خواہش، یہ سب باتیں تم میں موجود ہوں، کیوں کہ یہ سب چیزیں جماعت کی عدم حاضری کے قائم مقام ہیں، تمہیں چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے طلب حلال میں کوشش کرو کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

احادیث میں کسب حلال کا حکم اور محنت ومزدوری کی تلقین متعدد مقامات پر اور بہت وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے، یہاں چند احادیث بیان کی جاتی ہیں جن میں یہ مضمون صراحت سے بیان ہوا ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ان الله يحب المومن المحترف۔ (۲۳)

۲۲۔ طبرانی/المعجم الکبیر/ج۸، ص۵۱، ۲۳۔ طبرانی/المعجم الاوسط/قاہرہ، دارالحرمین، ۱۴۱۵ھ/ ج۸، ص۳۸۰۔ رقم ۸۹۳۴

اللہ ہنرمند مومن کو پسند کرتا ہے۔

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

ما اکل احد طعاما خیرا من ان یاکل من عمل یدہ۔ (۲۴)

کوئی شخص بھی اس طعام سے اچھا نہیں کھا سکتا جو وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کونسی روزی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور بالکل خالص ہے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

وہ روزی جو مزدور نے اپنے ہاتھ سے کمائی ہو۔ (۲۵)

پھر اسی بات کو مزید وسعت دیتے ہوئے اسلام نے بے کاری اور عمداً بے روزگاری کو بھی ناپسند فرمایا ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انی لا مقت ان اری الرجل فارغا لا فی عمل الدنیا ولا فی الآخرۃ (۲۶)

میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی شخص کو فارغ دیکھوں، وہ نہ تو دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو نا آخرت کے کسی کام میں۔

بعض صورتیں رزق کے حصول کی ایسی بھی ہیں جو ناجائز تو ہیں ہی لیکن وہ کام چوری اور بے کاری کے زمرے میں بھی آتی ہیں، مثلاً گداگری، اسے بھی اسلام نے سختی سے ناپسند کیا ہے، کیونکہ معاشرے کے لئے یہ ایک لعنت کا درجہ رکھتی ہے، اور افراد کی صلاحیتوں کی خودکشی سے کم نہیں، اس صورت میں انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر کے معاشرے پر بوجھ بن جاتا ہے، اسلام اسے قطعا برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اس کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیامۃ لیس فی وجھہ مزعۃ لحم۔ (۲۷)

آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس

۲۴۔ الترغیب و الترہیب، عبد العظیم بن عبد القوی المنذری، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۳ء/ ج ۲، ص ۱۱۲،
۲۵۔ المستدرک، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم النیسابوری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۹۹۰/ ج ۲، ص ۱۲،
۲۶۔ المعجم الکبیر/ ج ۹، ص ۱۰۳، ۲۷۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری (م ۲۵۶ھ)/ الصحیح / بیروت، دار ابن کثیر ۱۹۸۷ء، ☆ الصحیح، ابوالحسین مسلم بن حجاج، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۹۹۸ء/ ج ۲، ص ۵۳۶، رقم ۲۳۶۶،

حال میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی ایک بوٹی تک نہ ہوگی۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے ان صورتوں کی وضاحت فرمائی، جن میں کسی شخص کے لئے سوال کرنا جائز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

یا قبیصة ان المسئلة لاتحل الا لاحد ثلاثة رجل، تحمل حمالة فحلت له المسئلة حتى يصيبها ثم يمسک، و رجل اصابته جائحة اجتاحت ماله فحلت له المسئلة حتى يصيب قواما من عيش او قال سدادا من عيش، ورجل اصابته فاقة حتى يقوم ثلاثة من ذوالحجىٰ من قومه لقد اصابت فلانا فاقة فحلت له المسئلة حتى يصيب قواما من عيش او قال سدادا من عيش فما سواهن من المسئلة يا قبيصة سحتا ياكلها صاحبها سحتا ۔ (۲۸)

اے قبیصہ سوال کرنا صرف تین آدمیوں کو جائز ہے ایک تو اس کو جو کسی قرضے کا ضامن ہو، اس کو صرف اس قدر مانگنا جائز ہے کہ وہ اس سے قرضہ ادا کر دے اس کے بعد پھر نہ مانگے۔ دوسرے اس شخص کو جو کسی آفت یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے (مثلاً قحط یا اضاعت مال) اس کو صرف اس قدر مانگنا جائز ہے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے یا وہ مال اس کی زندگی کو قائم رکھ سکے، تیسرے اس شخص کو جس کو کوئی مصیبت پیش آ جائے مثلاً فاقہ، اور محلے کے تین آدمی اس امر کی شہادت دیں کہ وہ فاقے سے ہے اس کو بھی مانگنا جائز ہے صرف اس قدر کہ وہ زندگی کو قائم رکھ سکے، ان لوگوں کے سوا قبیصہ کسی کو سوال کرنا درست نہیں ہے اگر کوئی شخص ان صورتوں کے سوا سوال کرے گا تو یہ سوال حرام ہوگا اور وہ مال حرام کھائے گا۔

اسی طرح ایک روایت میں نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے شخص کو جس کے پاس دو وقت کے گزر اوقات کا سامان موجود ہو سوال کرنے کو سخت وعید کا باعث قرار دیا، فرمایا:

من سال الناس عن ظهر غنى نما يستكثر من جمر جهنم ۔ (۲۹)

۲۸۔ مسلم/رقم ۱۰۴۴، ۲۹۔ المعجم الکبیر/ج ۶، ص ۹۶

باوجود غنی ہونے کے جو لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ جہنم کے انگارے جمع کر رہا ہے۔

اور پھر سوال کرنے والے کے جواب میں اس ''غنی'' کی وضاحت آپ ﷺ نے اس طرح فرمائی۔ فرمایا:

ان یعلم ان عند اهله ما یغدیهم و یعشیهم ۔ (۳۰)

جو یہ جانتا ہے کہ اس کے گھر میں اتنا کچھ ہے کہ جس کے ذریعے صبح وشام کی غذا مہیا ہوسکتی ہے۔

اس بنا پر فقہائے کرام نے ایسے افراد کو جو ضرورت مند نہ ہوں بھیک دینے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان السائل و المعطی آثمان ۔ (۳۱)

سوال کرنے والا اور دینے والا دونوں گناہ گار ہوں گے۔

اور اس قول کی زیادہ اچھی وضاحت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے ہاں ملتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

ولو علم المعطی ان السائل لایتخذه کسبا فلا اثم علیه ولو علم انه یتخذه کسبا و یتعاد السوال فهو آثم ۔ (۳۲)

اگر دینے والا یہ جانتا ہو کہ سوال کرنے والا اس کو اپنا پیشہ نہ بنالے گا تو ایسے دینے والے کو گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر یہ جانتا ہو کہ وہ بھیک کو اپنا پیشہ بنالے گا تو وہ دینے والا بھی گناہ گار ہوگا۔

مانگنے کی صرف وہی صورتیں نہیں ہیں جو عام طور پر گداگروں میں ہمارے ہاں مروج ہیں، بلکہ اشاروں کنایوں میں مانگنا بھی مانگنا ہے، اسی طرح کسی دینی یا رفاہی کام کے لئے لینا اور پھر اس کے مصرف میں خرچ کرنے کی بجائے اس رقم سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرنا بھی خیانت کے ساتھ ساتھ مانگنے کی تعریف میں شامل ہے، نیز ایسی حالت بنالینا بھی مانگنے کی ایک صورت ہے، جسے دیکھ کر اس پر ضرورت مند کا گمان ہو۔ اسلام اسے بھی ناپسند کرتا ہے، چنانچہ ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

۳۰۔ المعجم الکبیر/ ج ۶، ص ۹۶، ۳۱۔ ابن نجیم حنفی/ الاشباہ والنظائر، ۳۲۔ مولانا انور شاہ کشمیری/ العرف الشذ

اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ثوب دون فقال لی الک مال قلت نعم قال من ای المال؟ قلت من کل المال قد اعطانی اللہ من الابل و البقر و الغنم والخیل و الرقیق، قال فاذا اتاک مالا فلیرا اثر نعمۃ اللہ علیک و اکرامتہ ۔ (۳۳)

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرا لباس بہت ہی معمولی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس قسم کا مال؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال سے نوازا ہے، اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے اور غلام، سب ہی کچھ میرے پاس موجود ہے۔ (اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کی نعمت وکرم فرمائی کا نشان بھی تو تم پر نظر آنا چاہئے۔

کسب حلال کے آداب:

یہاں ایک اور امر ہمارے پیش نظر ضروری ہے، اور وہ یہ کہ دیگر فرائض کی مانند اس کی ادائیگی کے بھی آداب ہیں، اسلام اسے فرض ضرور قرار دیتا ہے مگر ایسا فرض جس میں مشغولیت دیگر فرائض اور کارہائے زندگی کو متاثر نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے مزاج کے عین مطابق کسب حلال کے لئے میانہ روی کی شرط بھی عائد کرتا ہے، تاکہ انسان ایک جانب تو اپنے امور زیست نہایت سکون، اطمینان اور جائز طریقے سے بجالائے، زندگی کے مطالبات کو دیانت داری سے پورا کرے اور معاشی و معاشرتی تقاضوں سے عہد برا ہو، اور دوسری جانب وہ اپنے خالق و مالک کو بھی ہمہ وقت یاد رکھے، اور دنیا میں بھیجے جانے کا اصلی مقصد اس کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہ ہو، یہی وہ منزل ہے جہاں انسان کی معیشت اور معاشرت بھی عبادت بن جاتی ہے، اسی کا اسلام مطالبہ کرتا ہے اور یہی امر ایک اچھے مسلمان کی شناخت ہے۔ میانہ روی اور کسب حلال میں افراط سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

اجملوا فی الطلب الدنیا فان کلا میسر لہ ماکتب لہ منھا ۔ (۳۴)

۳۳۔ نسائی، احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ) / السنن الکبریٰ / حلب، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ ۱۹۸۶ء / ج ۸، ص ۱۸۱، رقم ۵۲۲۴، ۳۴۔ بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین / السنن الکبریٰ / بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۶ء / ج ۸، ص ۸۹

دنیا کی طلب میں اعتدال سے کام لو اس لئے کہ جتنا رزق انسان کے لئے لکھ دیا گیا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایھا الناس اتقوا اللہ و اجملو فی الطلب و ان نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقھا و ان ابطا عنھا، فاتقوا اللہ و اجملوا فی الطلب خذوا ما حل و دعوا ما حرم۔ (۳۵)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور روزی کی تلاش میں اعتدال سے کام لو، کیونکہ کوئی نفس بھی اپنے حصے کا رزق پورا کئے بغیر نہیں مرے گا، اگرچہ اس کی فکر بھی نہ کرے، پس اللہ سے ڈرتے رہو اور اچھے طریقے سے روزی حاصل کرو، اور جو کچھ حلال ہے وہ لے لو اور حرام کو چھوڑ دو۔

حرام سے بچنے کی تلقین:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جانب تو حلال کی اہمیت بیان فرما کر کسب حلال کی ترغیب دی ہے، اور دوسری جانب حرام سے بچنے کی بھی تلقین فرمائی ہے، ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر بات اس طرح واضح فرمائی، فرمایا:

الحلال بین و الحرام بین و بینھما مشتبھات، لا یعلمھن کثیر من الناس، فمن اتقی الشبھات استبراء لدینہ و عرضہ، و من وقع فی الشبھات وقع فی الحرام، کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یوقع فیہ، الاو ان لکل ملک حمی الا ان حمی اللہ محارمہ۔ (۳۶)

حلال بھی ظاہر ہے حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں، جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، سو جو کوئی مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا تو وہ (بالآخر) حرام میں جا پڑے گا، اس چرواہے کی طرح جو (سرکاری) چراگاہ کے قریب چراتا ہے،

۳۵۔ السنن، ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ، اسلامی اکادمی، لاہور، ۱۹۹۰ء/ رقم ۲۱۲۴، ۳۶۔ مسلم/ رقم ۱۵۹۹

قریب ہے کہ اس کے جانور اس چراگاہ میں چرنے لگیں (جو کہ جرم ہے) خبردار ہر بادشاہ کی ایک (مخصوص) چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔

اور دوسری روایت میں فرمایا:

یا کعب بن عجرة انہ لن یدخل الجنة لحم نبت من سحت ۔ (۳۷)

اے کعب بن عجرۃ بلاشبہ حرام کمائی سے پلنے والا گوشت جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

اسلام حلال روزی کے بارے میں کس قدر حساس ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس کی نظر میں کسب اور روزی کا عبادات سے بھی نہایت گہرا تعلق ہے اور انسان کے بہت سے دیگر معاملات بھی اس کی کمائی سے تعلق رکھتے ہیں اور روزی میں حرام کی آمیزش سے دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے امور سخت متاثر ہوتے ہیں، ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ایھا الناس ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا، وان اللہ امر المومنین بما امر المرسلین وقال یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحاً، وقال تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا کلوا من طیبات مارزقنکم، ثم ذکر الرجل یطیل السفر یمد یدیه الی السماء یارب یارب اشعث اغبر و مطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام و غذی بالحرام فانی یستجاب لذالک ۔ (۳۸)

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ طیب ہے، پاکیزہ چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور نیک اعمال کیا کرو، اور فرمایا اے ایمان والو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، وہ اپنے

۳۷۔ السنن، عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی، قدیمی کتب خانہ کراچی/ ج ۲، ص ۴۰۹، رقم ۲۷۷۶، ۳۸۔ مشکوۃ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال، ابن الجعد، (م ۲۳۴ھ) بیروت، موسسۃ نادر، ۱۹۹۰/ ص ۲۹۶، رقم ۲۰۰۹

دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب، اے میرے رب، اس کے بال پراگندہ اور غبار آلودہ ہیں حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اس کی غذا حرام ہے سو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو۔

آج ہمارا عام مزاج بن چکا ہے کہ ناجائز طریقے سے حاصل کی گئی دولت میں سے کچھ حصہ راہ خدا میں اور رفاہی کاموں میں صرف کر کے ہم اپنے ضمیر کو مطمئن اور اور باقی رقم کو استعمال کرنے کا جواز پیدا کر لیتے ہیں، دیکھئے اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من اکتسب مالا من ماثم فوصل به رحمه او تصدق به او انفقه فی سبیل الله جمع ذلک کله جمیعا فقذف به فی جهنم۔ (۳۹)

جس شخص نے برائی کے ذریعے مال کمایا پھر اس کے ذریعے صلہ رحمی کی یا اس سے صدقہ کیا یا اسے اللہ کے راستے میں خرچ کیا تو یہ سارا مال جمع کر کے اس کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

کسب کی ناجائز صورتیں:

روزی کمانا ہر فرد کی ضرورت ہے اور اس ضمن میں بدلتے زمانے کے ساتھ ساتھ روزی کمانے کی نئی نئی صورتیں سامنے آتی رہتی ہیں، ان کے بارے میں اسلام نے واضح ہدایات فرمادی ہیں، جن میں ان اصولوں کی تعلیم دی گئی ہے، جن کی روشنی میں ہم اپنے اعمال اور روزمرہ کے معمولات کو دیکھ سکتے ہیں، ذیل میں چند اصولی باتیں پیش خدمت ہیں:

۱۔سود کی حرمت: اسلام سود کی کسی صورت میں اجازت نہیں دیتا، وہ اس کے سخت خلاف ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والوں، دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔ (۴۰)

۳۹۔ الترغیب والترہیب/ ج ۲، ص ۲۰۹، ۴۰۔ مسلم ۳/۵۷، رقم ۱۵۹۸

بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سود کے گناہ کو اس قدر شدید وعید کی صورت میں واضح کیا، فرمایا:

سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجے کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔ (۴۱)

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ نے اس کے انجام سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے، اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے۔ (۴۲)

یہی حقیقت قرآن حکیم میں بھی بیان فرمائی گئی، فرمان خداوندی ہے:

وَ مَا اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا۠ فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ۔ (۴۳)

اور جو کچھ تم سود پر دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں مل کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔

یعنی دنیاوی اعتبار سے بھی آخر کار نتیجہ گھاٹے اور خسران کی شکل میں نکلتا ہے، اور آخرت کا خسارا اور نقصان تو واضح ہے۔

سود خواہ کسی شکل میں ہو حرام ہے، اسے لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں، اور اس علت میں گرفتار ہونا دنیا و آخرت دونوں کی بربادی کا سبب ہے، آج کل سود کی بے شمار قسمیں رائج ہیں، اور کچھ تو ہماری ناواقفیت، کچھ لاپرواہی اور اس برائی کی شدت کو نظر انداز کر دینے کے سبب ہم اس کی بہت سی صورتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پر قسطوں میں خرید و فروخت اور لیزنگ کی مروج اکثر صورتیں سود کی تعریف میں شامل ہیں اور ناجائز ہیں، لیکن بہت سی صورتوں میں ہم بلاضرورت اس میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت دونوں کا نقصان کر رہے ہیں۔

۲۔ **چوری:** چوری یقیناً بری عادت ہے، جسے کسی بھی معاشرے میں پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اسلام نے اس کی سخت ترین سزا قطع ید مقرر کی ہے، قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ (۴۴)

۴۱۔ مشکوٰۃ کتاب البیوع، باب الربا، فصل ثالث، ۴۲۔ مشکوٰۃ ایضاً، ۴۳۔ القرآن، روم ۳۹، ۴۴۔ القرآن، مائدہ، ۳۸

اور چور مرد و عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے کئے کا بدلہ ہے (اور) اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا۔

لیکن چوری کے مفہوم میں بہت وسعت ہے عرف عام میں جس فعل کو چوری کہا جاتا ہے وہ تو اپنی جگہ ممنوع ہے ہی، لیکن کام چوری بھی بہر حال چوری ہے، صلاحیتوں کا جان بوجھ کر پورا استعمال نہ کرنا بھی چوری اور خیانت کا حصہ ہے۔ خود خیانت بھی ایک حد تک چوری میں شامل ہے، ہمارے ہاں دفاتر میں عام طور پر اس قسم کی چوریاں عام ہیں، دفتری اشیاء کا ذاتی استعمال، دفتری اوقات میں ذاتی کام بلکہ دفتری اشیاء کو اٹھا کر گھر میں ڈال لینا یا بیچ ڈالنا تو عام ہیں، سرکاری ملازمین کا ملازمت کے اوقات میں دہری ملازمت کرنا اور سرکاری دفاتر میں محض حاضری لگا کر تنخواہ وصول کرنے کی شکایات بھی کم نہیں، یہ تمام صورتیں چوری میں شامل ہیں اور ناجائز ہیں، جن کی وجہ سے حلال کمائی بھی حرام کی آمیزش سے ناپاک ہو جاتی ہے، اس لئے ان سب صورتوں سے احتراز ضروری ہے۔

۳۔جوا اور قمار: یہ بھی ممنوعات اسلام میں شامل ہیں اس لئے کہ جوئے کی مضرت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں، معاشرے کے لئے اس کا وجود بھی ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لت کا شکار ہونے کے بعد انسان کہیں کا نہیں رہتا، قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (۴۵)

بلا شبہ شراب، جوا، بت، پانسے یہ سب نجاست ہیں (اور) شیطان کا عمل ہیں، سو تم ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

جوا بجائے خود حرام ہے، لیکن اس کی فقط وہی ایک دو صورتیں نہیں جو عوام میں متعارف ہیں، بلکہ اس کی نت نئی شکلیں آئے دن سامنے آتی رہتی ہیں، خصوصاً زیادہ تر انعامی اسکیمیں جوئے کی تعریف میں شامل ہیں۔ اس بنا پر ناجائز ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔

۴۔منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی: آج کل جن صورتوں کے ذریعے راتوں رات دولت کے ذخائر جمع کر لینے کا رجحان ہے، ان میں ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری بھی شامل ہے، اکثر اوقات قیمتوں میں مصنوعی اضافہ کیا جاتا ہے، جس کے لئے خصوصاً روزمرہ استعمال کی اشیاء اور سامان

۴۵۔ القرآن، مائدہ، ۱۲

خورد و نوش کو روک کر انہیں ذخیرہ کرلیا جاتا ہے، اور طلب سے کم مقدار میں اسے مارکیٹ میں سپلائی کیا جاتا ہے، کولڈ اسٹوریج نے اس سلسلے میں مزید سہولت پیدا کر دی ہے، یوں عوام کی مشکلات میں مسلسل اضافے کا رجحان ہے، خصوصاً رمضان المبارک اور دیگر اہم مواقع پر غذائی اشیاء کی مصنوعی قلت پیدا کی جاتی ہے، جس سے ان اشیا کی قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، اسلام نے اس بات کو سختی سے منع کیا ہے، عرب میں رواج تھا کہ باہر سے جب کوئی قافلہ مال لے کر آتا تو کچھ لوگ پھرتی کا مظاہرہ کر کے ان سے پہلے جا ملتے اور بھاؤ تاؤ کر کے معاملہ طے کر لیتے اور قافلے کے شہر میں آنے سے قبل مال وصول کر لیتے، اس میں قافلے کا بھی نقصان تھا اور عوام کا بھی کہ اس سے قیمتوں میں مصنوعی اضافہ ہو جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس عمل سے منع کر دیا، فرمایا:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتلقی الرکبان ولا یبیع حاضر لباد۔ (۴۶)

شتر سواروں کے قافلے کو آگے نکل کر کوئی ان سے نہ ملا کرے اور باہر کے تاجر سے بازار کا کوئی آدمی بیع کا معاملہ نہ کرے۔

اور دوسری روایت میں اس فرمان کی غرض بیان کر دی گئی:

دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم من بعض۔ (۴۷)

لوگوں کو چھوڑ دو، یوں ہی اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے روزی پہنچاتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے ذخیرہ اندوزی سے بھی منع فرمایا، فرمایا:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحتکر الطعام۔ (۴۸)

آنحضرت ﷺ کھانے کی اشیا کی ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا ہے۔

۵۔ رشوت اور کمیشن: رشوت کی بیماری ہمارے ہاں عام ہے، اس کی بہت سی شکلیں رائج ہیں، سب ہی ناجائز ہیں ہم اس سے واقف بھی ہیں، لیکن اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے ہم نے بہت سے حیلے تراش رکھے ہیں، جن کا حاصل اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں۔ کمیشن بھی رشوت ہی کی شکل ہے، یہ سب صورتیں ناجائز ہیں، نبی اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ:

الراشی و المرتشی کلاھما فی النار۔ (۴۹)

۴۶۔ بخاری، ۲۰۵۲۔ رقم ۲۱۵۴،　۴۷۔ مسلم/ ج ۳، ص ۸، رقم ۱۵۲۲،　۴۸۔ المعجم الکبیر/ ج ۸، ص ۱۸۸،
۴۹۔ حاکم/ المستدرک/ ج ۲، ص ۱۴۔ رقم ۲۱۶۳

رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

۶۔خرید و فروخت کی چند ممنوع شکلیں: اس کے علاوہ ناپ تول میں کمی بیشی، ملاوٹ، دھوکہ دہی، جھوٹی قسم کھانا، یہ سب چیزیں ناجائز ہیں، بعض صورتیں خرید وفروخت میں ہمارے ہاں رائج ہیں مگر وہ قطعاً جائز نہیں، مثلاً پھل کا تیار ہونے سے قبل فروخت کرنا، چیز پر قبضہ لئے بغیر آگے فروخت کر دینا وغیرہ یہ سب صورتیں ناجائز ہیں، اور دھوکہ دہی میں شامل ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے، اس لئے کہ اکثر اوقات تھوڑی سی بے احتیاطی یا لاپرواہی ہمارے نوے پچانوے فیصد حلال رزق کو بھی ناپاک اور ناجائز بنادیتی ہے۔(۵۰)

مصارف کے اصول:

اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ کسب حلال کے ساتھ ساتھ مصارف کے آداب کی بھی تلقین فرماتا ہے، اس لئے کہ عام طور پر معاش میں بے اعتدالیوں کا سبب مصارف میں اضافہ اور اسراف میں مبتلا ہونا ہے، اس بنا پر اسلام نے اسراف سے منع فرمایا ہے اور محنت سے کمائی ہوئی دولت کو خرچ کرنے کے لئے آداب تعلیم فرمائے ہیں۔ سورہ اعراف میں ارشاد ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (۵۱)

اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو، کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط (۵۲)

اور فضول خرچی مت کرو، بلاشبہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

ان آیات میں مصارف کے دو بنیادی اصول بتائے گئے ہیں، ایک تو یہ کہ خرچ کرتے ہوئے اسراف نہ کرو، دوسرے تبذیر سے بچو۔

اسراف کی تشریح امام راغب اصفہانی یوں کرتے ہیں:

ہر انسانی کام میں حد سے تجاوز کرنے کو اسراف کہتے ہیں، اگرچہ مالی امور میں اس کا استعمال زیادہ مشہور ہے، اس کا استعمال مقدار اور کیفیت دونوں میں ہوتا

۵۰۔ان صورتوں کی وضاحت اور تفصیلی مطالعے کے لئے راقم کا مضمون تجارت کے اصول/مطبوعہ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز/ص ۶۴ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ۵۱۔القرآن، اعراف، ۳۱، ۵۲۔القرآن، بنی اسرائیل، ۲۶، ۲۷

ہے اس لئے سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کے علاوہ جو کچھ بھی
خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔(۵۳)

حسن بصری رحمہ اللہ اس کی تشریح یوں کرتے ہیں:

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں (خواہ کتنا ہی خرچ کرو)۔(۵۴)

اور تبذیر کے معنی ہیں: مال کو فضول خرچ کرتے ہوئے ضائع کردینا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تبذیر معاصی میں مال خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔(۵۵)

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مال کو غیر محل میں خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر ایک مد (ایک پیمانہ) مال بھی باطل جگہ پر خرچ کیا تو وہ تبذیر ہوگا۔(۵۶)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ماوردی رحمہ اللہ سے تبذیر و اسراف کی تشریح اس طرح نقل کی ہے:

اسراف کمیت (خرچ کی مقدار) میں حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں اور یہ ان عائد شدہ حقوق کی مقداروں سے ناواقفیت کا ثبوت ہے جو اس کے ذمے واجب ہیں، اور تبذیر خرچ کرنے کے جائز مواقع میں تجاوز کرنے کا نام ہے اور یہ خرچ کی کیفیت اور ان کے مواقع نہ جاننے کی دلیل ہے اور یہ دونوں امر مذموم ہیں۔(۵۷)

اس تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ انسان دولت کو صرف اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی حدود اور پابندیوں کے اندر رہ کر خرچ کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ جس جگہ خرچ کرنے کا اس کو حکم دے وہاں اس کا خرچ کرنا ضروری ہے، اور جہاں اس کو خرچ کرنے سے منع کردے اس کے لئے وہاں خرچ کرنے سے رک جانا لازم ہے۔(۵۸)

اسراف کی کئی صورتیں بنتی ہیں:

۱۔ حلال سے تجاوز کرکے حرام تک پہنچ جائے اور حرام چیزیں کھانے پینے لگے۔

۲۔ اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کسی شرعی عذر کے بغیر حرام سمجھ کر چھوڑ دے۔

۵۳۔ المفردات، ۲۳۰، ۵۴۔ تفسیر ابن کثیر/ ج ۳، ص ۳۲۶، ۵۵۔ لسان العرب/ ج ۴، ص ۵۰،
۵۶۔ النسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود/ مدارک التنزیل/ مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی/ ج ۲، ص ۳۱۲،
۵۷۔ آلوسی، ابوالفضل شہاب الدین سید محمود/ روح المعانی/ بیروت دار احیاء التراث، العربی، ۱۹۸۵ء/ ج ۱۵، ص ۶۳، ۵۸۔ سید فضل الرحمٰن/ ہادی اعظم/ کراچی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز/ ص ۸۸۳،

۳۔ بھوک اور ضرورت سے زیادہ کھانا پینا۔

۴۔ ہر وقت کھانے پینے کی فکر میں رہنا۔(۵۹)

یہ تمام صورتیں اسراف میں شامل ہیں اور ناجائز ہیں۔

انسان جو کچھ کماتا ہے وہ یا تو اپنے اوپر صرف کرتا ہے یا اپنے والدین، اہل و عیال اور خادموں پر صرف کرتا ہے یا بچا کر رکھتا ہے، اور چوتھی صورت یہ ہوتی ہے کہ اسے فضول و لایعنی سرگرمیوں میں اڑا دیتا ہے، تفاخر وریاکاری کی نذر کرڈالتا ہے، حضور ﷺ نے علیحدہ علیحدہ ان چاروں صورتوں کا حکم بیان کیا ہے۔ جو کچھ انسان اپنے اوپر صرف کرتا ہے یا اپنے اہل وعیال و متعلقین پر خرچ کرتا ہے اسے صدقہ فرمایا گیا ہے اور اس پر ثواب کی بشارت سنائی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

ما كسب الرجل كسبا اطيب من عمل يده و ما انفق الرجل على نفسه و اهله و ولده و خادمه فهو صدقة۔ (۶۰)

انسان کی کوئی کمائی اس کی ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہیں ہے، اور آدمی جو مال اپنے آپ پر خرچ کرتا ہے یا اپنے اہل، اولاد اور خادموں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔(اس پر صدقے کا ثواب ملے گا)

تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی کچھ مال پس انداز کرتا اور بچا کر رکھتا ہے اس کی اہمیت اس لئے ہے کہ بسا اوقات انسان حادثاتی طور پر مشکلات کا شکار ہوتا ہے، ایسی صورت میں محفوظ رکھی ہوئی رقم کو کام میں لانا دست سوال دراز کرنے سے یقیناً بہتر ہے، اس صورت کا ذکر مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے، ان کی ایک باندی تھی جو دودھ فروخت کیا کرتی تھی، جس کی رقم مقدام رضی اللہ عنہ لیتے تھے، اس پر انہیں کہا گیا کہ سبحان اللہ آپ دودھ جیسی چیز فروخت کرکے اس کی قیمت لیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، اس میں کیا مضائقہ ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

ليأتين على الناس زمان لا ينفع فيه الا الدينار و الدرهم۔ (۶۱)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب سوائے دینار و درہم کے کوئی چیز فائدہ نہ

۵۹۔ سید فضل الرحمٰن/ احسن البیان/ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی/ ج ۳، ص ۳۲۹، ۶۰۔ ابن ماجہ/ ج ۳، ص ۵، رقم ۲۱۳۸، ۶۱۔ مسند احمد/ ج ۵، ص ۱۲۰

دے گی۔

اور چوتھی صورت میں بھی یقیناً کسی کو اس سے اختلاف نہ ہوگا کہ اگر وہ اپنی کمائی لایعنی کاموں میں صرف کرڈالتا ہے تو اس کا یہ فعل کسی صورت بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا، حضور ﷺ نے اس لئے اسے ''شیطانی راستہ'' قرار دیا، فرمایا:

و ان کان یسعی علی ابوین ضعیفین اوزریة ضعاف لیغنیھم و یکفیھم فھو فی سبیل اللہ و ان کان یسعی تفاخر و تکاثر فھو فی سبیل الشیطان۔ (۶۲)

اور اگر انسان ضعیف والدین یا کمزور اولاد کے لئے کماتا ہے تاکہ انہیں غنی کر دے اور ان کی کفالت کرے تو یہ خرچ کرنا اللہ کے راستے میں ہے اور اگر اس کی یہ کوشش تفاخر اور دکھلاوے کے لئے ہے تو یہ مال کا صرف کرنا شیطان کے راستے میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسب حلال ایک اسلامی فریضہ ہے، جس کے لئے اسلام نے بہت سے آداب مقرر کئے ہیں، اصول وضوابط تعلیم فرمائے ہیں، نیز اسلام نے انسان کو مصارف کے معاملے میں بھی آزاد نہیں چھوڑا، بلکہ اسے اس معاملے میں بھی مکمل اور اصولی ہدایات بیان فرمائی ہیں، جو قرآن حکیم، تعلیمات نبوی ﷺ اور اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں، جن کی روشنی میں ہم اپنے لئے حلال روزی کما کر اپنی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کا اہتمام کر سکتے ہیں۔

الحمد للہ السیرہ کا تیرہواں شمارہ قارئین کے خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، اس طرح السیرہ اپنی اشاعت کے ساتویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ اس شمارے سے ہم سیرت طیبہ کے حوالے سے انگریزی زبان میں تحریر کئے گئے علمی تحقیقی مضامین کی اشاعت کا بھی آغاز کر رہے ہیں، ہماری یہ بھی کوشش ہوگی کہ ان مضامین کا اردو ترجمہ بھی وقتاً فوقتاً حصہ اردو کے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے رہیں۔ اس حوالے سے ہمیں آپ کی آرا کا انتظار رہے گا۔

۶۲۔ احیاء علوم الدین/ ج ۲، ص ۶۳

ترتیب: سید فضل الرحمٰن

توقیت: پروفیسر ظفر احمد

نقوشِ سیرت

﴿سیرتِ طیبہ ایک نظر میں﴾

الف۔ سن ولادت (میلادی قمریہ شمسی و قمری)

۱۔میلادی قمریہ شمسی، ۱،۲ میلادی قمری، ۵۶۹۔۵۷۰ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۱	واقعۂ فیل (ولادتِ سے ۵۰ روز قبل)	☆ (۱۷ر محرم ۱۔میلادی) (۵۳ ق ھ)	۱۷ر رجب ۱۔میلادی (۵۵ ق ھ)	۱۵ر ستمبر ۵۶۹ عیسوی بروز اتوار
۲	ولادت باسعادت	(۸ر ربیع الاول)	(۸ر رمضان المبارک)	۴ نومبر (بروز پیر)
۳	وقتِ ولادت۔	صبح صادق		
۴	مقامِ ولادت۔	محلّہ سوق الیل		
۵	شہرِ ولادت۔	مکہ مکرمہ		
۶	عقیقہ (ساتویں روز)	(۱۴ر ربیع الاول)	۱۴ر رمضان المبارک	۱۰ر نومبر بروز اتوار
۷	مشہور کنیت ابوالقاسم، دوسری کنیت ابوابراہیم	۔	۔	۔

۸	سب سے پہلے والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا	(وسط ربیع الاول)	وسط رمضان المبارک	اوائل نومبر
۹	۲یا۳دن کے بعدابولہب کی کنیز ثُــوَیْبَــہ نے آپ ﷺ کودودھ پلایا	//	//	//
۱۰	آٹھ دن کے بعد رضاعت کی ذمے داری حلیمہ سعدیہ کے سپرد۔	(از۱۶؍ربیع الاول)	از۱۶؍رمضان المبارک	از۱۲؍نومبر بروزمنگل
۱۱	حلیمہ کے پاس قیام کی مدت تقریباً ۵ سال	(ا تا ۵ میلادی (۵۳تا۴۹ ق ھ)	اواخرا میلادی تا۶ میلادی (اواخر۵۵ق ھتا۵۰ق ھ)	اواخر۵۶۹ عیسوی تا ۵۷۳۔ ۵۷۴عیسوی
۱۲	پہلی مرتبہ شق صدر۔	حضرت حلیمہ کے ہاں مذکورہ بالامدتِ قیام کے دوران		

۶ ، ۷میلادی قمریہ شمسی ،۶ تا۸ میلادی قمری ، اواخر۵۷۴ تا۵۷۶عیسوی جیولین

نمبرشمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۱۳	مدینے کا سفر	(۶ میلادی (۴۸ق ھ)	اواخر ۶ میلادی، ۷میلادی (اواخر ۵۰ق ھ، ۴۹ق ھ)	اواخر۵۷۴ عیسوی۵۷۵ عیسوی

۱۴	مقام ابواء میں والدہ ماجدہ کا انتقال	(۷ میلادی) (۴۷ق ھ)	۷ میلادی (۴۹ق ھ)	اواخر ۵۷۵ عیسوی، ۵۷۶ عیسوی
۱۵	والدہ کے انتقال کے بعد ام ایمن کے ہمراہ آپ ﷺ کی مکہ مکرمہ میں مراجعت	//	//	//
۱۶	آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی کفالت	//	//	//

۸ میلادی قمریہ شمسی، ۸۔۹ میلادی قمری، ۵۷۶۔۵۷۷ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۱۷	حضرت عبدالمطلب کی ۸۲، ۹۵، ۱۲۰ یا ۱۴۰ سال کی عمر میں وفات	(۸ میلادی) (۴۶ق ھ)	اواخر ۸ میلادی ۹ میلادی (اواخر ۴۸ق ھ (۴۷ق ھ)	اواخر ۵۷۶ عیسوی، ۵۷۷ عیسوی
۱۸	حضرت ابوطالب کی کفالت کا آغاز	//	//	//

۱۲ میلادی قمریہ شمسی، ۱۳ میلادی قمری، ۵۸۰۔۵۸۱ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۱۹	شام کا پہلا تجارتی سفر	(۱۲ میلادی) (۴۲ق ھ)	۱۳ میلادی (۴۳ق ھ)	اواخر ۵۸۰ عیسوی، ۵۸۱ عیسوی

۲۰ میلادی قمریہ شمسی ، ۲۱ میلادی قمری ، ۵۸۹ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۲۰	حرب الفجار میں شرکت	رجب، (شعبان)(۲۰ میلادی) (۳۴ق ھ)	رمضان، شوال ۲۱ میلادی (۳۵ق ھ)	اپریل، مئی ۵۸۹عیسوی
۲۱	معاہدہ حلف الفضول میں شرکت	(ذی قعدہ)	محرم ۲۲ میلادی (۳۴ق ھ)	جولائی، اگست ۵۸۹عیسوی

۲۵ میلادی قمریہ شمسی ، ۲۶ میلادی / اوائل ۲۷ میلادی قمری ، ۵۹۳_۵۹۴ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۲۲	حصول معاش کے لئے تجارت کا آغاز	سنِ رشد کو پہنچنے کے بعد		
۲۳	شام کا دوسرا سفر	(۲۵ میلادی) (۲۹ق ھ)	۲۶ میلادی، اوائل ۲۷ میلادی ۳۰ق ھ، اوائل ۲۹ق ھ	اواخر ۵۹۳عیسوی ۵۹۴عیسوی
۲۴	اہل مکہ کی طرف سے صادق وامین کے القاب	//	//	//
۲۵	۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح	//	//	//
۲۶	نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر	(۴۰ سال)		

۲۷۔۳۴ میلادی قمریہ شمسی، ۲۸۔۳۶ میلادی قمری، اواخر ۵۹۵ عیسوی تا ۶۰۳ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۲۷	حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی پیدائش	۲۷/۲۸ میلادی (۲۷/ ۲۶ق ھ)	۲۸/۲۹ میلادی (۲۸/ ۲۷ق ھ)	۵۹۵، ۵۹۶ عیسوی
۲۸	حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پیدائش	(۳۰ میلادی (۲۴ق ھ)	۳۱/۳۲ میلادی (۲۵/ ۲۴ق ھ)	اواخر ۵۹۸ عیسوی، ۵۹۹ عیسوی
۲۹	حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش	(۳۳ میلادی (۲۱ق ھ)	۳۴/۳۵ میلادی (۲۲/ ۲۱ق ھ)	اواخر ۶۰۱ عیسوی ۶۰۲ عیسوی
۳۰	حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی پیدائش	۳۴ میلادی (۲۰ق ھ)	۳۵/۳۶ میلادی (۲۱/ ۲۰ق ھ)	اواخر ۶۰۲ عیسوی، ۶۰۳ عیسوی

۳۵ میلادی قمریہ شمسی، ۳۶۔۳۷ میلادی قمری، ۶۰۳، ۶۰۴ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۳۱	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش	(۳۵ میلادی (۱۹ق ھ)	۳۶/۳۷ میلادی (۲۰/ ۱۹ق ھ)	اواخر ۶۰۳ عیسوی، ۶۰۴ عیسوی

۳۲	بیت اللہ کی از سرنو تعمیر میں شرکت	//	//	//
۳۳	حجرِ اسود کی تنصیب	//	//	//

۳۹ میلادی قمریہ شمسی، ۴۰۔۴۱، میلادی قمری، ۶۰۷۔۶۰۸ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	میلادی قمریہ شمسی	میلادی قمری	عیسوی جیولین
۳۴	دوسری بار شق صدر	۳۹ میلادی (۱۵ ق ھ)	(۴۱ میلادی) (۱۵ ق ھ)	۶۰۸ عیسوی
۳۵	۴۰ قمری سال پورے ہونے پر نبوت عطا ہونا	۲۳/۲۴ ذی الحجہ	(۲۳/۲۴ رمضان)	۹ ستمبر ۶۰۸ عیسوی بروز پیر
۳۶	وحی کی ابتدا اور سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول	//	//	//
۳۷	جبریل علیہ السلام کے ساتھ غارِ حرا میں دو رکعت نماز کی ادائیگی	//	//	//
۳۸	حضرت عبداللہؓ (لقب طاہر وطیب) کی ولادت	۳۹ میلادی	۴۱ میلادی	۶۰۸ عیسوی
۳۹	زمانۂ فترتِ وحی	۲۵ ذی الحجہ ۳۹ میلادی تا ۲۹ شوال ۴۱ میلادی (۲۵ ذی الحجہ ۱۵ ق ھ تا ۲۹ شوال ۱۳ ق ھ)	۲۵ رمضان ۴۱ میلادی تا ۲۹ شعبان ۴۳ میلادی (۲۵ رمضان ۱۵ ق ھ تا ۲۹ شعبان ۱۳ ق ھ)	۱۰ ستمبر ۶۰۸ عیسوی تا ۲۷ جولائی ۶۱۰ عیسوی
۴۰	کل مدت فترتِ وحی	تقریباً ۲ سال	تقریباً ۲ سال	تقریباً ۲ سال

(ب) سن نبوت (نبوی قمریہ شمسی و قمری)

۱ نبوی قمریہ شمسی، ۱ نبوی قمری، ۶۰۹-۶۱۰ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۴۱	دوبارہ نزول وحی	ذی قعدہ ۱ نبوی (۱۳ ق ھ)	(رمضان ۱ نبوی) (۱۳ ق ھ)	اواخر جولائی، اگست ۶۱۰ عیسوی
۴۲	حضرت خدیجہؓ، نباتِ رسول ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت علیؓ کا قبولِ اسلام	//	//	//
۴۳	وحی کے دس دن بعد خفیہ تبلیغ کا آغاز	//	//	//
۴۴	خفیہ تبلیغ کے تین سال	(ذی قعدہ ۱ نبوی تا شوال ۴ نبوی) (ذی قعدہ ۱۳ ق ھ تا شوال ۱۰ ق ھ)	رمضان ۱ نبوی تا شعبان ۴ نبوی (رمضان ۱۳ ق ھ تا شعبان ۱۰ ق ھ)	اگست ۶۱۰ عیسوی تا جولائی ۶۱۳ عیسوی

۲ نبوی قمریہ شمسی، ۱-۲ نبوی قمری، ۶۱۰-۶۱۱ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۴۵	حضرت جعفر بن ابی طالب کا قبولِ اسلام	(۲ نبوی) (۱۲ ق ھ)	۲ نبوی (۱۲ ق ھ)	۶۱۰-۶۱۱ عیسوی

۳ نبوی قمریہ شمسی، ۲-۳ نبوی قمری، ۶۱۱-۶۱۲ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۴۶	حضرت ابوذر غفاری کا اسلام قبول کرنا	(۳ نبوی) (۱۱ ق ھ)	۳ نبوی (۱۱ ق ھ)	۶۱۱-۶۱۲ عیسوی

۴ نبوی قمریہ شمسی، ۳۔۴ نبوی قمری، ۶۱۲۔۶۱۳ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۴۷	علانیہ تبلیغ کا حکم	ذی قعدہ (۴ نبوی) (۱۰ ق ھ)	شوال ۴ نبوی (۱۰ ق ھ)	اواخر جولائی، اگست ۶۱۳ عیسوی
۴۸	خاندان والوں کو دعوت اسلام	//	//	//
۴۹	سورۂ لہب کا نزول	(اواخر ۴ نبوی) (۱۰ ق ھ)	اواخر ۴ نبوی (۱۰ ق ھ)	(ایضاً)
۵۰	دار ارقم میں قیام	//	//	//
۵۱	حضرت عبداللہ بن محمد رسول اللہ ﷺ کا انتقال	(۴ نبوی) (۱۰ ق ھ)	۴ نبوی (۱۰ ق ھ)	۶۱۲۔۶۱۳ عیسوی
۵۲	ا۔ حضرت رقیہؓ بنت رسول ﷺ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح	(اواخر ۴ نبوی) (۱۰ ق ھ)	اواخر ۴ نبوی (۱۰ ق ھ)	اواخر جولائی، اگست ۶۱۳ عیسوی

۵ نبوی قمریہ شمسی، ۴۔۵ نبوی قمری، ۶۱۳۔۶۱۴ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۵۳	قریش کا آپ ﷺ کو حوالے کرنے کا مطالبہ	(۵ نبوی) (۹ ق ھ)	۵ نبوی (۹ ق ھ)	اواخر ۶۱۳ عیسوی ۶۱۴ عیسوی
۵۴	آپ ﷺ پر مظالم	(//)	//	//
۵۵	اسلام کے پہلے شہید، حضرت حارث بن ابی ہالہ	(//)	//	//
۵۶	پہلی خاتون شہید، حضرت عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہؓ	(//)	//	//
۵۷	آپ کو ساحر مشہور کرنا	(//)	//	//

۵۸	حضرت عثمان کی سربراہی میں پہلی ہجرت حبشہ (۱۲ مرد اور چار عورتیں)	(رجب ۵ نبوی) (۹ ق ھ)	جمادی الاولیٰ ۵ نبوی (۹ ق ھ)	مارچ، اپریل ۶۱۴ عیسوی،
۵۹	حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت حبشہ مگر ابن الدغنہ کے ذریعے واپسی	(اواخر ۵ نبوی) (۹ ق ھ)	اواخر ۵ نبوی (۹ ق ھ)	۶۱۴ عیسوی

۶ نبوی قمریہ شمسی، ۵۔۶ قمری نبوی، ۶۱۴۔۶۱۵ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۶۰	حضرت حمزہؓ کا اسلام قبول کرنا	(۶ نبوی) (۸ ق ھ)	۵۔۶ نبوی (۸،۹ ق ھ)	اواخر ۶۱۴ عیسوی، ۶۱۵ عیسوی
۶۱	حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام	(حضرت حمزہؓ کے تین دن بعد)		
۶۲	مسجد حرام میں با جماعت نماز کا آغاز۔	(۶ نبوی) (۸ ق ھ)	۵۔۶ نبوی (۸،۹ ق ھ)	اواخر ۶۱۴ عیسوی، ۶۱۵ عیسوی
۶۳	مشرکین کی طرف سے مال و سرداری کی پیش کش	(//)	//	//

۷ نبوی قمریہ شمسی، ۶۔۷ نبوی قمری، ۶۱۵۔۶۱۶ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۶۴	بنی ہاشم کا مقاطعہ	(یکم محرم) (کبیسہ) ۷ نبوی (۷ ق ھ)	یکم محرم ۷ نبوی (۷ ق ھ)	۳۰ ستمبر ۶۱۵ عیسوی (بروز منگل)
۶۵	بنو ہاشم، بنو مطلب اور آپ ﷺ کی شعب ابی طالب میں محصوری کی مدت	(یکم محرم ۷ نبوی کبیسہ تا اوائل ۱۰ نبوی) (یکم محرم کبیسہ ۷ ق ھ تا اوائل ۴ ق ھ)	یکم محرم ۷ نبوی تا اوائل ۱۰ نبوی (یکم محرم ۷ ق ھ تا اوائل ۴ ق ھ)	۳۰ ستمبر ۶۱۵ عیسوی تا اواخر ۶۱۸ عیسوی

۶۶	مقاطعے کی مدت ۳ سال	(〃)	〃	〃
۶۷	حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ولادت	(مذکورہ بالا مدتِ محصوری کے دوران)		
۶۸	دوسری ہجرت حبشہ	(محرم ۷ نبوی) (۷ق ھ)	ذی الحجہ ۶ نبوی (۸ق ھ)	ستمبر ۶۱۵ عیسوی

۸۔۹ نبوی قمریہ شمسی، ۸۔۹ نبوی قمری، ۶۱۶۔۶۱۸ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۶۹	معجزہ شق القمر	۸/۹ نبوی (۶/۵ ق ھ)	۸/۹ نبوی، ۶/۵ ق ھ	اواخر ۶۱۶ عیسوی تا اگست ۶۱۸ عیسوی کے دوران
۷۰	ایام حج میں سوید بن صامتؓ کا قبولِ اسلام	(رجب ۹ نبوی) (۵ق ھ)	شعبان ۹ نبوی (۵ق ھ)	اپریل ۶۱۸ عیسوی
۷۱	ایاس بن معاذؓ کا قبولِ اسلام	(۹ نبوی) (۵ق ھ)	۹ نبوی (۵ق ھ)	۶۱۸ عیسوی
۷۲	ایاس بن معاذ کا انتقال	(〃)	〃	〃
۷۳	ضماد ازدیؓ کا قبولِ اسلام	(〃)	〃	〃

۱۰ نبوی قمریہ شمسی، ۱۰۔۱۱ نبوی قمری، ۶۱۸۔۶۱۹ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۷۴	مقاطعے کا اختتام	(اوائل ۱۰ نبوی) (۴ق ھ)	اوائل ۱۰ نبوی (۴ق ھ)	اواخر ۶۱۸ عیسوی جیولین

۷۵	ابوطالب کا انتقال (شعب سے نکلنے کے بعد)	(//)	//	//
۷۶	حضرت خدیجہؓ کی وفات (ابوطالب کی وفات کے جلد بعد)	(//)	//	//
۷۷	ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ سے رسول اکرم ﷺ کا عقد	وسط (۱۰ نبوی) (۴ق ھ)	وسط ۱۰ نبوی (۴ق ھ)	اوائل ۶۱۹ عیسوی
۷۸	حضرت عائشہؓ سے نکاح	(//)	//	//
۷۹	طائف کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ اہل طائف کا نہایت سنگ دلانہ سلوک	ذی قعدہ (۱۰ نبوی (۴ق ھ)	ذی الحجہ ۱۰ نبوی (۴ق ھ)	جولائی/ اگست ۶۱۹ عیسوی
۸۰	طائف سے واپسی پر وادیٔ نخلہ میں جنات کے ایک وفد کا قبول اسلام	اواخر ذی قعدہ	اواخر ذی الحجہ	اگست/ستمبر ۶۱۹ عیسوی
۸۱	حضرت طفیل دوسیؓ کا قبولِ اسلام	ذی الحجہ	محرم ۱۱ نبوی (۳ق ھ)	اگست/ستمبر ۶۱۹ عیسوی
۸۲	حضرت رفاعہؓ کا قبولِ اسلام	//	//	//

۱۱ نبوی قمریہ شمسی ۱۱۔۱۲ نبوی قمری، ۶۱۹۔۶۲۰ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۸۳	ایام حج میں خزرج کے چھ افراد کا قبولِ اسلام	(ذی قعدہ، ذی الحجہ) ۱۱ نبوی (۳ق ھ)	ذی الحجہ ۱۱ نبوی (۳ق ھ) محرم ۱۲ نبوی (۲ق ھ)	جولائی/ اگست ۶۲۰ عیسوی

۱۲ نبوی قمریہ شمسی ۱۲۔۱۳ نبوی قمری، ۶۲۰۔۶۲۱ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۸۴	واقعہ معراج (شب معراج)	(۲۷ رجب ۱۲ نبوی (۲ق ھ)	۲۷ رمضان ۱۲ نبوی (۲ق ھ)	۲۵/اپریل ۶۲۱ عیسوی بروز ہفتہ

۸۵	تیسری بار شق صدر	(〃)	〃	〃
۸۶	پانچ نمازوں کی فرضیت	(〃)	〃	〃
۸۷	امامتِ انبیاء کا شرف، (بیت المقدس میں)	(〃)	〃	〃
۸۸	بیعتِ عقبہ اولیٰ	(ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۲ نبوی) (۲ق ھ)	محرم ۱۳ نبوی/ صفر ۱۳ نبوی (اق ھ)	اگست، ستمبر ۶۲۱ عیسوی

۱۳ر نبوی قمریہ شمسی، ۱۳۔۱۴ نبوی قمری، ۶۲۱۔۶۲۲ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی	نبوی قمری	عیسوی جیولین
۸۹	مدینہ میں تبلیغ دین کے لئے حضرت مصعبؓ بن عمیر کا تقرر	(محرم ۱۳ نبوی) (اق ھ)	ربیع الاول ۱۳ نبوی (اق ھ)	اواخر ستمبر، اگست ۶۲۱ عیسوی
۹۰	مدینے میں نماز جمعہ کا قیام	(〃)	〃	〃
۹۱	حضرت مصعبؓ کے ہاتھ پر اسید بن حضیرؓ کا قبول اسلام	(۱۳ نبوی) (اق ھ)	۱۳ نبوی (اق ھ)	اواخر ۶۲۱ عیسوی ۶۲۲ عیسوی
۹۲	حضرت سعد بن معاذؓ کا قبولِ اسلام	〃	〃	〃
۹۳	حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ کا قبولِ اسلام	〃	〃	〃
۹۴	ابو بشر عباد بن بشرؓ کا قبولِ اسلام	(〃)	〃	〃
۹۵	ابو سلمہ عبداللہ بن الاسد المخزومی کی ہجرت مدینہ (سب سے پہلی ہجرت)	(〃)	〃	〃
۹۶	دوسری بیعت عقبہ	(ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳ نبوی) (اق ھ)	محرم/صفر ۱۴ نبوی (اہجری)	اگست، ستمبر ۶۲۱ عیسوی

۱۴ نبوی قمریہ شمسی (اہجری قمریہ شمسی)، ۱۴ نبوی قمری (اہجری قمری) اواخر ۶۲۲ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	نبوی قمریہ شمسی (ہجری قمریہ شمسی)	نبوی قمری (ہجری قمری)	عیسوی جیولین
۹۷	صحابہ کرامؓ کو مدینے ہجرت کر جانے کا حکم	(محرم ۱۴ نبوی) (اہجری)	ربیع الاول ۱۴ نبوی (اہجری)	ستمبر، اکتوبر ۶۲۲ عیسوی
۹۸	حضرت عمرؓ کی ہجرتِ مدینہ (۲۰ مسلمانوں کے ہمراہ)	(صفر)	ربیع الثانی	اکتوبر، نومبر
۹۹	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش	(اواخر صفر)	اواخر ربیع الثانی	نومبر ۶۲۲ عیسوی
۱۰۰	کاشانۂ نبوت کا محاصرہ	(یکم ربیع الاول)	یکم جمادی الاولیٰ	۱۱ نومبر بروز (جمعرات) (قمری تقویم میں جمعے کی رات)
۱۰۱	حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ آپ ﷺ کی ہجرت مدینہ کا آغاز	(شب ۲ ربیع الاول)	شب ۲ جمادی الاولیٰ	(//)
۱۰۲	غارِ ثور میں آمد (جمعہ کی رات)	(//)	//	//
۱۰۳	غار میں قیام	(۲ تا ۴ ربیع الاول، شب ۵ ربیع الاول)	۲ تا ۴ جمادی الاولیٰ، شب ۵ جمادی الاولیٰ	۱۲ تا ۱۴ نومبر اور ۱۵ نومبر کی رات جمعہ تا اتوار، اور پیر کی رات

۱۰۴	غار سے روانگی	(۵ ربیع الاول)	۵ جمادی الاولیٰ	۱۵ نومبر بروز پیر

(ج) سن ہجرت (ہجری قمریہ شمسی و قمری)

۱ ہجری قمریہ شمسی، ۱-۲ ہجری قمری، ۶۲۲-۶۲۳ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	ہجری قمریہ شمسی	ہجری قمری	عیسوی جیولین
۱۰۵	ورودِ قبا بروز پیر بعد از زوال	(۱۲ ربیع الاول ۱ ہجری)	۱۲ جمادی الاولیٰ	۲۲ نومبر ۶۲۲ عیسوی (بروز پیر)
۱۰۶	آپ ﷺ کی آمد کی خبر ملتے ہی لوگوں کی آپ کے پاس آمد	(//)	//	(//)
۱۰۷	قبا میں کلثومؓ بن الہدم کے مکان پر قیام	(//)	//	//
۱۰۸	قبا میں قیام کی مدت (۴ روز)	(۱۲ تا ۱۵ ربیع الاول)	۱۲ تا ۱۵ جمادی الاول	۲۲ تا ۲۵ نومبر (سوموار تا جمعرات)
۱۰۹	حضرت علی کی قبا آمد	(مذکورہ بالا مدتِ قیامِ قبا کے دوران)		
۱۱۰	مسجد قبا کی تعمیر	ایضاً		
۱۱۱	آپ ﷺ کی قبا سے مدینے روانگی (بروز جمعہ)	(۱۶ ربیع الاول)	۱۶ جمادی الاولیٰ	۲۶ نومبر بروز (جمعۃ المبارک)
۱۱۲	وادیٔ رانوناء میں بنی سالم بن عوف کی مسجد میں پہلی نماز جمعہ کی ادائیگی۔	(//)	//	(//)
۱۱۳	مدینہ طیبہ میں آمد (نماز جمعہ کے بعد)	(//)	//	(//)
۱۱۴	مدینے میں حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاریؓ کے مکان پر قیام	(//)	//	(//)

۱۱۵	مسجد نبوی کی تعمیر	(اہجری)	اہجری	اواخر ۶۲۲ عیسوی جیولین
۱۱۶	ابوامامہ اسعد بن زرارہؓ کی وفات	(//)	//	//
۱۱۷	عبداللہ بن سلامؓ کا قبول اسلام	(//)	//	//
۱۱۸	اذان واقامت کی مشروعیت	(//)	//	//
۱۱۹	میمون بن یامینؓ کا قبولِ اسلام	(//)	//	//
۱۲۰	مؤاخاۃ (انصار ومہاجرین کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ)	(اوائل ا ہجری)	اوائل اہجری	اواخر ۶۲۲ عیسوی
۱۲۱	میثاق مدینہ (ہجرت سے ۵ ماہ بعد)	(رجب)	رمضان	مارچ/اپریل ۶۲۳ عیسوی
۱۲۲	حضرت عائشہؓ کی رخصتی۔ہجرت کے چند ماہ بعد	(اہجری)	اہجری	اوائل ۶۲۳ عیسوی
۱۲۳	سریہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب (مہم سیف البحر)	رمضان	ذی قعدہ	مئی ۶۲۳ عیسوی
۱۲۴	سریہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (مہم رابغ)	شوال	ذی الحجہ	جون
۱۲۵	مسلمانوں کا پہلا تیر (جو حضرت ابوعبیدہ نے کفار پر پھینکا)	(//)	//	//
۱۲۶	سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص (مہم خرار)	(ذی قعدہ)	محرم ۲ ہجری	جولائی
۱۲۷	حضرت کلثوم بن الہدمؓ کی وفات	(اہجری)	اہجری	۶۲۲، ۶۲۳ عیسوی
۱۲۸	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت	(//)	//	//
۱۲۹	حضرت عثمانؓ کا بیرِ رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرنا	(//)	//	//
۱۳۰	ولید بن مغیرہ کا انتقال	(//)	//	//

۱۳۱	عاص بن وائل کا انتقال	(〃)	〃	〃
۱۳۲	فرضیت جہاد	شعبان/ رمضان	شوال/ ذی قعدہ	اپریل/مئی

۲ ہجری قمریہ شمسی، ۲۔۳ ہجری قمری، ۶۲۳۔۶۲۴ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	ہجری قمریہ شمسی	ہجری قمری	عیسوی جیولین
۱۳۳	غزوۂ ذی العشیر ہ	یکم صفر (بہ کبیسہ محرم) ۲ ہجری	یکم (جمادی الاولیٰ ۲ ہجری)	۳۱/ اکتوبر ۶۲۲ عیسوی بروز پیر
۱۳۴	بنو مدلج سے معاہدہ صلح	صفر	(جمادی الاولیٰ)	نومبر
۱۳۵	مراجعت از غزوۂ ذی العشیر ہ	۲۲ صفر (بہ کبیسہ محرم)	(۲۲ جمادی الاولیٰ)	۲۱ نومبر بروز پیر
۱۳۶	غزوۂ ابواء اور بنو ضمر ہ سے معاہدہ صلح	(اواخر صفر) (بہ کبیسہ محرم)	اواخر جمادی الاولیٰ	اواخر نومبر
۱۳۷	مراجعت از غزوۂ ابواء	(یکم ربیع الاول) (بہ کبیسہ محرم)	(یکم جمادی الاخریٰ)	۳۰ نومبر بروز بدھ •
۱۳۸	غزوۂ بدر اولیٰ یا غزوۂ سفوان	۱۲ (ربیع الاول) (بہ کبیسہ محرم)	(۱۲ جمادی الاخریٰ)	۱۱ دسمبر بروز اتوار
۱۳۹	غزوۂ بواط	(۱۳ ربیع الثانی) (بہ کبیسہ محرم)	۱۳ رجب	۱۰ جنوری ۶۲۴ عیسوی بروز منگل
۱۴۰	مراجعت از غزوۂ بواط	(۲۰ ربیع الثانی) (بہ کبیسہ محرم)	۲۰ رجب	۱۷ جنوری بروز منگل

۱۴۱	سریہ عبداللہ بن جحش/ سریہ نخلہ	(۳۰ جمادی الاخریٰ)(بہ کبیسہ محرم)	۳۰ رمضان	۲۶ مارچ بروز پیر
۱۴۲	جہاد میں مشرکین کا سب سے پہلا قتل۔ (عمرو بن الحضرمی جو سریہ عبداللہ بن جحش میں مارا گیا)	(//)	//	//
۱۴۳	سب سے پہلا مال غنیمت (سریہ عبداللہ بن جحش کا مال غنیمت)	(//)	//	//
۱۴۴	غزوۂ ینبع	(۲ شعبان) (بہ کبیسہ شوال)	۲ شوال	۲۸ مارچ بروز بدھ
۱۴۵	بنواسلم اور بنوغفار سے معاہدات صلح	(۱۴ شعبان) (بہ کبیسہ شوال)	۱۴ شوال	۹ اپریل بروز پیر
۱۴۶	تحویلِ قبلہ۔ (نماز ظہر کے دوران)	(۱۵ شعبان) (بہ کبیسہ شوال)	۱۵ شوال	۱۰/اپریل (بروز منگل)
۱۴۷	غزوۂ بدر الکبریٰ روانگی بقول ابن کثیر و ابن حبیب	(۸ رمضان) (بہ کبیسہ شوال)	۸ ذی قعدہ	۲ مئی (بروز بدھ)
۱۴۸	غزوۂ بدر الکبریٰ روانگی بقول ابن سعد	(۱۲ رمضان) (بہ کبیسہ شوال)	۱۲ ذی قعدہ	۶ مئی (بروز اتوار)
۱۴۹	غزوۂ بدر الکبریٰ (وقوع)	(۱۷ رمضان) (بہ کبیسہ شوال)	۱۷ ذی قعدہ	۱۱ مئی (بروز جمعۃ المبارک)

۱۵۰	اس امت کے فرعون ابو جہل و دیگر بڑے بڑے سرداران قریش کا قتل اور ستر قریش مکہ کا جنگی قیدی بننا	(۱۷ رمضان) (بہ کبیسہ شوال) بہ غزوۂ بدر	۱۷ ذی قعدہ	۱۱ مئی (بروز جمعۃ المبارک)
۱۵۱	مراجعت از غزوۂ بدر	(۲۲ رمضان) (بہ کبیسہ شوال)	۲۲ ذی قعدہ	۱۶ مئی بروز بدھ
۱۵۲	حضرت رقیہؓ بنت رسول ﷺ (زوجہ حضرت عثمانؓ) کا انتقال		(ایام بدر میں)	
۱۵۳	سریہ عمیر بن عدی/سریہ قتل عصماء بنت مروان	(۲۵ رمضان) (بہ کبیسہ شوال)	۲۵ ذی قعدہ	۱۹ مئی بروز ہفتہ
۱۵۴	فرضیت رمضان	شعبان (بہ کبیسہ شوال)	شوال	مارچ، اپریل ۶۲۴ عیسوی
۱۵۵	وجوب، صدقہ عید الفطر	(۲۸ رمضان) (بہ کبیسہ شوال)	۲۸ ذی قعدہ	۲۲ مئی بروز منگل
۱۵۶	مدینہ منورہ میں پہلی عید الفطر	(یکم شوال) الاول ۲ ہجری (بحساب کبیسہ شوال)	یکم ذی الحجہ ۲ ہجری	۲۵ مئی ۶۲۴ عیسوی بروز جمعۃ المبارک
۱۵۷	روانگی برائے غزوۂ قرقرۃ الکدر	(یکم شوال) الاول (بحساب کبیسہ شوال)	یکم ذی الحجہ	(〃)

۱۵۸	مراجعت از غزوۂ قرقرۃ الکدر	(۲۰ شوال) الاول (بحساب بہ کبیسہ شوال)	۲۰ ذی الحجہ	۱۳ جون بروز بدھ
۱۵۹	سریہ غالبؓ بن عبداللہ	(۱۰ شوال) الاول (بحساب کبیسۂ شوال)	۱۰ ذی الحجہ	۳ جون (بروز اتوار)
۱۶۰	سریہ سالمؓ بن عمیر	۲ اوائل شوال (الثانی) (بحساب کبیسۂ شوال)	اوائل محرم ۳ ہجری	اواخر جون
۱۶۱	غزوۂ بنی قینقاع	(۱۵ شوال) الثانی (بحساب کبیسۂ شوال)	۱۵ محرم ۳ ہجری	۷ جولائی (بروز ہفتہ)
۱۶۲	مراجعت از غزوۂ بنی قینقاع (مدت محاصرہ: ۲ ہفتے)	(یکم ذی قعدہ) (بحساب کبیسۂ شوال)	یکم صفر	۲۳ جولائی
۱۶۳	غزوۂ سویق	(۵ ذی الحجہ) (بحساب کبیسۂ شوال)	۵ ربیع الاول	۲۶ اگست (بروز اتوار)
۱۶۴	غزوۂ غطفان/ذی امر	(اواخر ذی الحجہ) (بحساب کبیسۂ شوال)	اواخر ربیع الاول	ستمبر

۱۶۵	نکاح سیدہ فاطمہؓ (حضرت علیؓ سے)	اواخر ذی قعدہ (اوائل ذی الحجہ)	(اواخر صفر)/ اوائل ربیع الاول	اگست
۱۶۶	عیدالفطر کی نماز کا وجوب	(اواخر۲ ہجری)	اواخر۲ ہجری	اپریل/مئی
۱۶۷	عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ کی جانب سے آپ ﷺ کے قتل کی سازش (غزوۂ بدر کے بعد)	(اواخر۲ ہجری)	اواخر۲ ہجری اوائل۳ ہجری	۶۲۴ عیسوی
۱۶۸	منبر کی تعمیر (تین قدمچے)	(۲ ہجری)	۲،۳ ہجری	۶۲۳، ۶۲۴ عیسوی

۳ ہجری قمریہ شمسی، ۳۔۴ ہجری قمری، ۶۲۴۔۶۲۵ عیسوی جیولین

نمبر شمار	واقعات	ہجری قمریہ شمسی	ہجری قمری	عیسوی جیولین
۱۶۹	غزوۂ غطفان/ ذی امر سے مراجعت	(اواخر صفر۳ ہجری)	اواخر جمادی الاولیٰ (۳ ہجری)	نومبر۶۲۴ عیسوی
۱۷۰	سریہ زیدؓ بن حارثہ (مہم قرد)	(یکم ربیع الاول)	(یکم جمادی الاخریٰ)	۱۶ نومبر بروز اتوار
۱۷۱	سریہ محمد بن مسلمہ/قتل کعب بن اشرف	(شب ۱۴ ربیع الاول)	شب ۱۴ جمادی الاخریٰ	۳۰ نومبر اور یکم دسمبر بروز جمعہ وہفتہ کی درمیانی رات
۱۷۲	حویصہ کا قبول اسلام	(مذکورہ بالا سریئے کے کچھ ہی عرصہ بعد)		
۱۷۳	نکاح ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ (حضرت عثمانؓ ذوالنورین سے)	(ربیع الاول)	(جمادی الاخریٰ)	نومبر، دسمبر